مغل حکمرانوں کا خاندانی اور تاریخی پس منظر: ایک تحقیقی جائزہ

The Familial and Historical Background of the Mughal Rulers: An Analytical Study

Qurat ul Ain Fozia
PhD Scholar, Department of Islamic Studies & Arabic,
Gomal University D.I Khan
Email: qafbaloch@gmail.com
Akhtar Ali
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies & Arabic,
Gomal University D.I Khan
Email: akhtaraliwaziri3@gamil.com
Dr Hafiz Abdul Majeed
Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic,
Gomal University D.I.Khan
Email: drhafizabdulmajed@gmail.com

Abstract:
The Mughal rulers of South Asia originated from the Mongol and Tatar tribes of Central Asia, tracing their lineage to Yafith, the son of Prophet Noah (PBUH). These tribes led a nomadic lifestyle, which shaped their military skills, expertise in horsemanship, and strategic acumen. Over time, the Mughals gradually adopted Islam, established themselves in new regions, and influenced local administration, culture, and architecture. Analyzing their genealogical roots and socio-historical background provides insight into their methods of governance, military organization, and cultural integration. This study highlights how their lineage, tribal affiliations, and historical experiences contributed to the formation of one of the most influential dynasties in South Asian history.
Keywords: Mughal, genealogy, Central Asia, Mongols, Tatars, nomadic tribes, military, socio-cultural practices

تمہید:

مغل حکمرانوں کا خاندانی اور تاریخی پس منظر برصغیر کی سیاسی، عسکری اور ثقافتی تاریخ میں ایک نہایت اہم شعبہ ہے، جو نہ صرف سلطنت کے قیام اور استحکام کی بنیادوں کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ حکمرانوں کی شخصیات، سیاسی رویوں اور حکمت عملیوں کی وضاحت بھی کرتا ہے۔ مغل حکمران وسطی ایشیا کے منگول اور تیموری قبائل سے

تعلق رکھتے تھے، جنہوں نے طویل عرصے تک خانہ بدوش اور جنگجو زندگی گزاری، اور اسی تجربے نے ان کی عسکری مہارت، انتظامی نظم وضبط اور حکمت عملی کی بنیاد رکھی۔

ان کے خاندانی پس منظر میں قبائلی اتحاد، نسبتی تعلقات اور آباؤ اجداد کے تجربات نمایاں ہیں، جنہوں نے مغل سلطنت کی قیادت اور حکومتی امور پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ مغل حکمرانوں نے وسطی ایشیا سے برصغیر کی طرف ہجرت کے دوران اپنے خاندانی اور قبائلی روابط کو مستحکم رکھا، جس کے ذریعے انہوں نے سیاسی اور عسکری چیلنجز کا سامنا کیا اور اپنی سلطنت کو مضبوط کیا۔

اس تحقیقی جائزے میں مغل حکمرانوں کے آباؤ اجداد، ان کی نسبتی اور قبائلی شناخت، اور جنوبی ایشیا میں ان کے قیام کے مراحل کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے یہ واضح ہوتا ہے کہ کس طرح خاندانی پس منظر، تاریخی تجربات اور قبائلی تعلقات نے مغل حکمرانوں کی شخصیات، سیاسی حکمت عملی اور سلطنت کی ترقی پر اثر ڈالا۔ اسی پس منظر کو سمجھ کر مغل دور کی سیاسی، عسکری اور سماجی کارکردگی کا مؤثر انداز میں مطالعہ ممکن ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو تخلیق کیا۔ پھر اس کی خوبصورتی کے لئے حیوانات وجمادات کو پیدا کیا۔ ان سب میں خوبصورت ترین تخلیق حضرت انسان ہے۔ حضرت آدمؑ کو دنیا میں بھیجا تو یوں ہی نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ ان کی نسل میں اضافہ کیا اور قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا-اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ"۔[1]

(لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھاری قومیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک خدا سب کچھ جاننے والا اور سب سے خبر دار ہے۔)

مغلوں کی تاریخ: ان قوموں نے اپنی بقاء کے لئے بے حد جدوجہد کی۔ بعض قومیں انتہائی دلیر بھی تھیں جنہوں نے اپنی فطری صلاحیتوں کو پہچان کر انہیں اجاگر کیا اور دیگر اقوام پر حکمرانی کی۔ انہیں دلیر اور حکمران قوموں میں سے ایک مغل (منگول) قوم ہے۔ اس قوم کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔ اس بارے میں قاضی محمد اقبال چغتائی اپنی کتاب وسط ایشیاء کے مغل حکمران میں بیان کرتے ہیں:

"موجودہ انسانی زندگی کا سلسلہ طوفان نوحؑ کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ طوفان نوحؑ کے وقت اس کشتی میں کل ۸۰ لوگ (۴۰ مرد اور ۴۰ عورتیں) سوار تھے۔ کشتی کے دوبارہ زمین پر اترنے کے تھوڑا عرصہ بعد ہی ان

میں سے صرف یہ لوگ بچے (حضرت نوحؑ اور ان کے تین بیٹے سام، حام اور یافث اور ان کی بیویاں) ان تینوں کی اولاد دنیا کے مختلف حصوں میں بسی اور پھیلی۔ سام کی اولاد عرب ممالک اور یورپ، حام کی افریقہ اور امریکہ، یافث کی چین، منگولیا، اور ایشیاء۔ منگولیا میں بسنے والے منگول ہی مغل کہلائے"۔[2]

یافث، مغلوں کے جد امجد ہیں۔ یافث اپنے والد کے حکم کے مطابق شمال مشرق میں جا کر آباد ہوئے اور ان سے یہ نسل آگے بڑھی۔ محمد قاسم فرشتہ اپنی کتاب تاریخ فرشتہ میں اپنی تحقیق یوں پیش کرتے ہیں:

"یافث سے منگولوں کی نسل آگے بڑھی۔ یافث باپ کے حکم کے مطابق شمال اور مشرق کی طرف گئے اور وہیں جا کر آباد ہوئے۔ ان کے متعدد بیٹے ہوئے۔ سب سے مشہور بیٹے کا نام ترک ہے۔ تمام ترکی قومیں یعنی مغل، ازبک، چغتائی اور ایران وروميہ کے چغتائی اس کی نسل سے ہیں"۔[3]

یہ مغل قبائل خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اونٹ، گھوڑے اور بھیڑ بکریاں پالتے تھے۔ یہ جانور ان کی خوراک کی ضروریات کو پورا کرتے، ان جانوروں کی کھال بھی کئی مقاصد کے تحت استعمال کی جاتی۔ جہاں کہیں کوئی چراگاہ نظر آتی تو وہیں ڈیرے ڈال دیتے۔ قاضی چغتائی لکھتے ہیں:

"یہ مغل قبائل اپنی آبادی میں اضافے کی وجہ سے خوراک کی کمی کو پورا کرنے کے لیے اپنے پالتو جانوروں کی خوراک کے حصول کے لیے بہتر چراگاہوں کی تلاش میں خانہ بدوش زندگی بسر کرنے لگے۔ ان جانوروں میں بھیڑ، بکریاں، اونٹ اور گھوڑے شامل تھے۔ جن کا دودھ پیتے اور گوشت کھاتے تھے۔ اونٹ اور گھوڑے کو باربرداری اور سواری کے لیے بھی استعمال کرتے تھے۔ ان جانوروں کی کھال کے خیمے بنا کر ان میں رہتے تھے۔ چراگاہوں کے حصول کے لیے قبائل میں جنگیں بھی ہوتی تھیں"۔[4]

منگول ہنوں کی نسل سے تھے اور بڑے بہادر اور منظم تھے۔ ان کا پیشہ ریوڑ چرانا اور گھوڑے پالنا تھا۔ ایک مقام پر مغلوں کے متعلق ذیل کی تحقیق پیش کی ہے:

"منگول ہنوں کی نسل سے تھے۔ ایغور یوئیچی قبائل کی ایک شاخ تھے منگولوں کو تاتاری بھی کہہ دیتے ہیں۔ چینی مؤرخین کے نزدیک ان کی تین شاخیں، سفید ہن، سیاہ ہن اور تاتار ہیں۔ ہنوں کے یہ قبائل وسط ایشیاء کے صحرائے گوبی کے شمال سے بحیرہ بیکال تک پھیلے ہوئے تھے۔ ان کا پیشہ ریوڑ چرانا اور گھوڑے پالنا تھا۔ یہ لوگ شمال کے حکمرانوں کے اطاعت گزار تھے جو دراصل انہیں کے بھائی تھے۔ ابن الاثیر لکھتے ہیں یہ لوگ سورج کی پوجا کرتے تھے۔ منگول بڑے بہادر، منظم، چھوٹا قد، رنگ زردی مائل سفید اور ٹھوڑی پر بال بہت کم تھے"۔[5]

مغول اور تاتاری دونوں حضرت نوحؑ کی نسل سے ہیں تاہم مغول حضرت نوحؑ کی چھٹی پشت سے ہیں اور تاتار پانچویں پشت سے تعلق رکھتے ہیں۔ محمد الیاس مرزا اس کے متعلق مزید لکھتے ہیں:

"ہن یا منگول حضرت نوحؑ کی چھٹی پشت سے پڑپوتے مغول خان یا منگول خان کی نسل سے تھے۔ اور نوحؑ کی پانچویں پشت سے النجہ خان کے لڑکے تاتار خان کی نسل سے تاتاری تھے۔ اتفاقاً یہ دونوں خاندان صدیوں تک وسط ایشیاء اور منگولیا میں اکٹھے رہے۔ اکٹھے رہنے اور آپس میں ہم نسل ہونے کے رشتے سے دونوں قبائل جو ہن تھے کبھی منگول اور کبھی تاتاری کہلاتے رہے۔ اکثر مؤرخین ان میں امتیاز پیدا نہیں کر سکے بلکہ شک اور غلطی سے ایک کا دوسرے کو نام دیتے رہے، حالانکہ منگول اور تاتاری دو علیحدہ قبیلے تھے"۔[6]

تاتاری اور منگول دو الگ الگ قبیلے تھے۔ ان کی تحقیق سے مندرجہ ذیل معلومات حاصل ہوئیں:

"حضرت نوحؑ کے بعد ترک بن یافث نے اپنے قبیلے میں اہم مقام پایا پھر چند پشت بعد النجہ خان کو قبیلہ کی سرداری ملی اس کے دو لڑکے مغول خان اور تاتار خان تھے۔ تاتار خان کی اولاد تاتاری اور بعض روایات کے مطابق مغول خان کی اولاد "منگول" جو بعد ازاں مغول یا مغل رہ گیا، کہلائی۔ مغول خان کو جد امجد کا تخت نصیب ہوا۔ اس کا ملک مغلستان کہلایا"۔[7]

منگول قوم کئی قبائل پر مشتمل تھی۔ یہ چراگاہوں کی خاطر ایک دوسرے پر حملے کرتے رہتے تھے۔ مغلوں میں ذیل کی خصوصیات پائی جاتی تھیں:

"منگول قوم بے شمار قبائل کا مجموعہ تھی۔ یہ گروپوں کی صورت میں رہتے تھے۔ ان کی جائیداد گھوڑے اور چراگاہیں تھیں۔ یہ بھی ایک دوسرے قبیلہ پر حملہ کرتے۔ ان کے جانوروں اور چراگاہوں پر قبضہ کر کے دوسروں کو وہاں سے بھگا دیتے۔ شکست خوردہ قبیلہ کسی دوسرے کو بھگا کر ان کی جائیداد پر قبضہ کر لیتا یہ عمل باقاعدہ اور صدیوں سے جاری تھا"۔[8]

چنگیز خان کی وجہ سے اس قوم کو شہرت حاصل ہوئی۔ خلیق احمد نظامی اپنی کتاب تاریخ جامع ہند میں چنگیز خان کے بارے میں کہتے ہیں:

"چنگیز اور اس کے لوگ خود کو "دادا" کہا کرتے تھے "منگ گو" جس سے منگول بنا ہے، ایک چینی لفظ ہے جس کے معنی بہادر کے ہیں اور جس کی ابتداء تیسری صدی سے ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے اس جم غفیر کو تاتار، ترک، مغل بلکہ چینی بھی کہا ہے۔ یورپیوں نے انہیں تاتار (یونانی لفظ جہنم Tartarus) کے نام سے پکارنے کو ترجیح دی"۔[9]

تاتاری بعد ازاں مغلوں میں مدغم ہوگئے۔ہیر لڈیم، امیر تیمور میں بتاتے ہیں کہ ۱۲۰۰ء کے بعد مغلوں سے شکست کھا کر تاتاری نابود ہوگئے:

"انیسویں صدی میں جو یورپی سیاح پہلے خانہ بدوشوں کے علاقے میں پہنچے انہیں مغلوں نے اپنے لیے لفظ "تاتاری" استعمال کرنے سے منع کیا تھا۔کیونکہ تاتاری ان قبیلوں میں سے ایک تھے جنہیں وہ مغلوب کر چکے تھے۔بارہویں صدی میں برطانیہ کے نارمن بھی اسی طرح سکسین کہلانا پسند نہ کرتے تھے۔1200ء کے بعد مغلوں سے شکست کھا کر تاتاری نابود ہوگئے۔کیونکہ وہ ان کی سلطنت کے مسلح قبیلوں میں مدغم ہوگئے۔ایشیاء میں لوگ چیز کو دیکھتے ہیں، اس کے نام پر نہیں جاتے۔یورپی موئرخوں کے نزدیک چنگیز خان مغلوں ہی کا شہنشاہ تھا مگر اس کی رعایا اسے دنیا کا خاخاں (خاقان) مانتی تھی اور اس کا نام لینا بے ادبی میں داخل تھا"۔[10]

درج بالا بحث سے ہم اس نتیجے پہ پہنچتے ہیں کہ مغلوں کے لئے منگول کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے اور تاتار کا لفظ بھی۔جب کہ منگول کی اصطلاح مغلوں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔تاتاری ایک الگ قبیلہ ہے لیکن عمومی طور پر بغیر تخصیص کے تمام منگول قبائل کے لئے تاتار کا لفظ استعمال ہوتا رہا ہے۔منگول قبائل کی وجۂ شہرت وہ ہستی ہے جس نے پوری دنیا کو فتح کر لیا۔جس کا اصل نام تموجن تھا لیکن دنیا اس کو چنگیز خان کے نام سے جانتی ہے۔ہیر لڈلیم، امیر تیمور میں بتاتے ہیں کہ چنگیز خان کے قبائل تاتاری بھی کہلاتے رہے:

"منگول قبائل کو اس سے بحث نہ تھی کہ چنگیز خان کی سلطنت کا کیا نام ہے، جو علاقہ اس کے زیر نگیں تھا وہ اس کی سلطنت تھی۔اس زمانے میں اصل مغل اور تاتاری لکھنے پڑھنے سے نابلد تھے۔وہ اس کام کے لیے غیر ملکی محرر ملازم رکھا کرتے تھے اور ان میں جو زبان بولی جاتی تھی وہ تحریری زبان سے مختلف تھی۔یورپی ممالک سے خط وکتابت میں ان محرروں نے چنگیز کے نام کے ساتھ "زمین پر خدا کا نائب"، اور "شاہجہان" یا "شہنشاہ بنی نوع انسان" کے القاب لکھے یا جگہ خالی چھوڑ دی۔انہوں نے لفظ "مغل" کبھی کہیں استعمال نہیں کیا۔الفاظ "تاتاری" اور "تاتار" مارکوپولو نے رائج کیے۔روسیوں نے جنہیں ان خانہ بدوشوں سے سب پہلے واسطہ پڑا (اور پھر یہ واسطہ ہمیشہ رہا) ان حالات کی وجہ سے جو ہمارے علم میں نہیں آسکے، لفظ "تاتار" اختیار کر لیا اور اس کے بعد سے اب تک ان قبائل کو "تاتاری" ہی کہتے ہیں۔ہاورتھ کا خیال ہے کہ جو مغل فوج روس پر پہلے پہل حملہ آور ہوئی ممکن ہے اس کا مقدمۃ الجیش تاتاری ہوں۔روس کے ساتھ روابط کی وجہ سے اہل یورپ نے بھی یہی لفظ لے لیا۔وہ چین کو بھی "خطائی" یا "کاتھے" کہتے تھے۔بعد میں کاتھے متروک ہوگیا مگر ان خانہ بدوش قبیلوں کو، جو مغلوں "تاتاری" کی قیادت میں دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے، ابھی تک "تاتاری" ہی کہتے آرہے ہیں اور اب اس لفظ کو بدلنا ممکن نہیں"۔[11]

مغل، منگول یا تاتاری ایک ہی قوم کے مختلف قبائل تھے چنگیز خان مغلوں کا سردار تھا۔ وہ لوہار کا کام کرتا تھا۔ محمد الیاس مرزا کہتے ہیں کہ چنگیز خان کے اجداد تاتاری بھی کہلاتے ہیں:

"چنگیز خان کے اجداد کو لوگ تاتاری بھی کہتے ہیں۔ یہ مغل، منگول یا تاتاری ایک ہی قوم کے مختلف قبائل کے لیے استعمال ہوتے تھے، حالانکہ چنگیز خان مغل یا منگول قبیلہ سے تھا۔ اس کے ثبوت میں مصنف کہتے ہیں کہ چنگیز خان کا بچپن کا نام تموجن تھا۔ چنگیز حکمران بننے سے قبل لوہار کا کام کرتا تھا۔ جب وہ سردار بنا تو اس نے دستی کام چھوڑ دیا۔ مگر لوہار تموجن یا تیمورچی باقاعدہ کہلاتا رہا"۔[12]

منگولوں کی بودوباش: جب متمدن دنیا عیش پرستی کا شکار ہو چکی تھی تو ان مغلوں نے اپنے زور بازو سے خود کو منوایا۔ محنت مشقت کر کے نئے افق دریافت کئے۔ مرتضیٰ احمد خان میکش مغلوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"عین اس حال میں جب کہ دنیائے متمدن کی سلطنتوں، بادشاہوں اور ریاستوں میں حکمران طبقے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور عام لوگ سلاطین و ملوک کی رعایا بن کر جمود و غفلت کا شکار ہو چکے تھے۔ منگولیا کی سرزمین میں ایک زبردست تخریبی طاقت جنم لے کر پرورش پا رہی تھی یہ طاقت ترکی نسل کے ان خانہ بدوش قبائل کی صورت میں ترقی کر رہی تھی جو تین سو سال پہلے کی قبائلی حرکت میں پیچھے رہ گئے تھے۔ اور اپنی آبائی سرزمین کے کاہستانوں میں محنت و مشقت کی سادہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ یہ قبیلے سرسبز چراگاہوں پر قبضہ جمانے کی خاطر آپس میں برسرپیکار رہتے تھے۔ اس لیے جنگ جوئی ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی اور فنون حرب میں انہوں نے نئی نئی مہارتیں حاصل کر لی تھیں۔ ترکی نسل کے قبائل کی یہ شاخ منگولیا سے اٹھنے کی وجہ سے منگول یا مغل کہلاتی ہے جس کے حکمرانوں نے دنیائے معلوم کو فتح کر کے ایک ہی خاقان یا قاآن کے زیر نگیں لانے کا شاندار خواب دیکھا اور اپنے زور بازو سے اس خواب کو بہت بڑی حد تک پورا کر دکھایا"۔[13]

منگول چراگاہوں کی تلاش میں نقل مکانی کرتے تھے۔ منگول کی تحقیق کے بعد ان کے زندگی گزارنے کے طور طریقوں پر نظر ڈالتے ہوئے محمد الیاس مرزا تحریر کرتے ہیں:

"منگول ہمیشہ خانہ بدوش رہے ہیں۔ اگرچہ کچھ کاشتکاری بھی کرتے تھے۔ خانہ بدوشی سے مقصد جانوروں اور رہائش کی ایک چراگاہ سے دوسری چراگاہ تک کی تحریک ہے۔ اس سے مراد بے مقصد آوارہ گردی نہیں ہے۔ خانہ بدوش بالکل زمین کی ملکیت کا تصور رکھتے تھے۔ تہذیب جدید سے قبل منگول جانوروں کی ذاتی ملکیت اور زمین کو قبیلہ کی مجموعی ملکیت خیال کرتے تھے۔ ان کا معاشرہ خون کے رشتہ پر مبنی تھا۔ اور خاندان کا نام آباءواجداد میں کسی ایک آدمی کے نام پر تھا۔ خونی رشتہ میں شادی منع تھی"۔[14]

مغل سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ شکار کے بھی شوقین تھے۔ شمشیر اور تیر کمان بنانے میں مہارت رکھتے تھے۔ مرتضیٰ احمد خان میکش کی کتاب تاریخ اقوام عالم کا یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ وہ کس قسم کے شوق رکھتے تھے:

"یہ مغل قبائل منگولیا کے کوہستانوں میں جو جھیل بیکال کے جنوب میں دیوار چین تک پھیلے ہوئے ہیں نمدے سے بنائے ہوئے خیموں میں رہتے تھے۔ جنہیں باہر سے کھریا مٹی لگا کر وہ سفید بنا لیتے تھے اور جن کا اندرونی حصہ دھوئیں کی وجہ سے سیاہ ہو جایا کرتا تھا۔ یہ لوگ گھوڑے پالتے تھے۔ انہیں سواری کے لیے استعمال کرتے تھے۔ چمڑے کی زینیں بناتے تھے۔ رکاب بھی انہوں نے ایجاد کر لی تھی۔ گھوڑیوں کا دودھ ان کی مرغوب غذا اور شراب تھا۔ گھوڑوں کے علاوہ یہ لوگ بھیڑوں اور بکریوں کے گلے بھی پالتے تھے۔ اور جنگلی جانوروں کا شکار بھی کھیلتے تھے"۔[15]

وہ جاری رکھتے ہوئے بتاتے ہیں:

"شکار اور جنگ کے لیے لوہے کے تیر استعمال کرتے تھے۔ خمید شمشیریں بھی رکھتے تھے ان کی کمانیں لکڑی اور سینگ سے بنی ہوئی ہوتی تھیں اور بہت مضبوط اور طاقتور تھیں۔ ان کے خاص تیروں سے پرواز کے وقت سیٹی کی سی تیز آواز نکلتی تھی۔ یہ لوگ گھوڑے کی سواری کے اتنے ماہر تھے کہ ان کی ٹانگیں کسی قدر خمیدہ ہو گئی تھیں۔ خیموں اور سامانوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے انہوں نے بیل گاڑیاں بھی بنا رکھی تھیں۔ ان کا کوئی قبیلہ جس مقام پر کیمپ لگاتا تھا تو وہاں میلوں تک کا سرسبز رقبہ خیموں کی قطاروں کے گھیرے میں لے لیتا تھا ہر قبیلے کا سردار ترخان یا نوبان کہلاتا تھا"۔[16]

باہمی جنگ و جدال کے باعث ہر قبیلے کو مسلح رہنا پڑتا تھا اور فوجی نظم کے تحت زندگی بسر کرنی پڑتی تھی، تاکہ حملے اور لڑائی کے وقت وہ اپنے خیموں اور گلوں کی حفاظت کے فرض سے اچھی طرح عہدہ برآ ہو سکیں۔ یہ قبائل چین کے سیاح سوداگروں سے تھوڑا بہت غلہ اور ریشم کا کپڑا خرید لیتے تھے۔ جو ان سے سمور اور کوہستانوں کی دوسری قیمتی پیداوار سستے داموں سے لے جاتے تھے۔ چین کے متمدن لوگ انہیں وحشی سمجھتے تھے اور ان کے حملوں سے خائف رہتے تھے۔ ان خانہ بدوشوں کا زندگی گزارنے کا سادہ انداز تھا۔ جانور وغیرہ پال کر گذر بسر کرتے تھے۔ خلیق احمد نظامی جامع تاریخ ہند میں لکھتے ہیں:

"دشتی (علاقے میں رہنے والے) لوگوں کی گذر اوقات کے اصل ذرائع مویشیوں کی پرورش، گھوڑوں کی پرورش اور جانوروں اور مچھلیوں کے شکار ہیں۔ زراعت تقریباً غیر معروف تھی۔ چنگیز خان کی ابتدائی حالات زندگی کے

سلسلے میں ہمارا واحد محفوظ ماخذ، یوان چاؤ۔ پی۔ شی۔، "منگولوں کی خفیہ تاریخ" (سیکرٹ ہسٹری آف دی منگولس) کسی مزروعہ زمین یا کسان کا ذکر نہیں کرتا۔ چونکہ گڈریوں کو صحراء میں صرف کہیں کہیں چراگاہیں مل پاتی تھی لہذا انہیں برابر گھومتے رہنا ہوتا تھا۔ وہ اپنے اقسوس (خیموں) کو چھکڑوں پر ڈھوتے رہتے اور عارضی طور پر خیمہ کے گاؤں (ارٹس) کو آباد کرتے رہتے تھے"۔[17]

یہ لوگ صفائی ستھرائی سے نابلد اور حرام حلال سے ناواقف تھے غسل کرنا یا کپڑے دھونا نا قابل معافی جرم تھا۔ چوہے نیولے وغیرہ ان کی خوراک تھی۔ خلیق احمد نظامی بتاتے ہیں:

"مسلمانوں کا روشن خیال طبقہ، جو جسمانی پاکی کو اپنے مذہب کا ایک حصہ تصور کرتا تھا، ان خانہ بدوشوں کو بحیثیت ایک قوم کے ناقابل برداشت حد تک گندہ اور نہایت نفرت انگیز سمجھتا تھا۔ ہندوستان کے بعض پسماندہ قبائل کی مانند وہ تمام جانوروں چوہے، چونٹیاں، نیولا اور اسی قسم کے جانوروں کو کھاتے تھے۔ حلال اور حرام گوشت کے درمیان فرق سے وہ ناواقف تھے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ بعض علاقوں میں موسم گرما میں سخت گرمی ہوتی ہے، غسل کا رواج تقریباً غیر معروف تھا۔ گرمیوں کے زمانے میں غسل کرنے یا کپڑوں کو دھونے کی سزا موت ہوتی تھی۔ مرد اور عورتیں سبھی سخت بدبو سے مہکتے۔ ان کے میلے کپڑے جوؤں سے بھرے ہوتے اور وہ مستقل اپنے جسموں کو کھجاتے رہتے۔ ان میں سے بیشتر اپنے سروں کے بالوں کو مونڈ دینا پسند کرتے، اپنی غیر تشفی بخش اور غیر متنوع غذا کی وجہ سے ان کے جسم کا وزن اور اعصابی قوت سکونت پسند لوگوں کے مانند نہ ہوتی۔ ان کی بچی کھچی تصویریں دبلے پتلے بازو، پتلی کمر، چھدری داڑھیوں اور سخت چہروں کی نمائش کرتی ہیں"۔[18]

صفائی ستھرائی کی کمی اور شدید گرمی کے باوجود غسل نہ کرنے کے باعث ان لوگوں سے سخت بدبو آتی تھی۔

منگولوں کے رسوم ورواج: منگول کسی مذہب سے واقف نہ تھے نہ ہی عبادت کی کوئی متعین شکل تھی۔ ان کی عبادت کے الگ طریقے تھے جو ان منگولوں کے اپنے بنائے ہوئے تھے۔ خلیق احمد نظامی بیان کرتے ہیں:

"دستاویزات کی مکمل ناموجودگی کی بناء پر اس بات کا اندازہ بھی ناممکن ہے کہ منگولوں کا مذہب کن ادوار سے گذرا۔ لیکن چنگیز خان کے عہد میں ہم جس آخری شکل میں اسے پاتے ہیں وہ صاف اور واضح ہے۔ منگول کسی مقدس صحیفہ کے حامل نہ تھے۔ ان کے دیوتا اور دیویاں نہ تھیں اور نہ دیومالائی قصے اور کہانیاں۔ علاوہ ازیں ان کے پاس نہ کوئی بت، نہ مخصوص خیمے یا مندر، نہ پجاری نہ پاک و مقدس مقامات اور نہ زیارت گاہیں تھیں۔ وہ تمام مذہبی رسوم ورواج اور منگول اخلاقی قانون کے ماسوا مذہبی احکامات و ممنوعات ان کے لیے اجنبی تھے۔ وہ سادہ لوحی اور اخلاص کے ساتھ ایک خدا پر یقین رکھتے جسے وہ تنگیری یا ال تنگیری (یعنی آسمان یا خلاء) کے نام سے موسوم کرتے جو

مادی کائنات اور اخلاقی نظام دونوں ہی کی قائم مقامی کرتا۔ لیکن ان کے ہاں عبادت کی کوئی متعین شکل نہ تھی۔ اگر کوئی شخص ال تنگیری کی عبادت کرنا چاہتا تو وہ سورج کے سامنے یا اگر سورج غروب ہو گیا ہو تو پچھم کی جانب گھٹنے ٹیک دیتا۔ زمین پر پانی یا شراب چھڑکتا اور ان الفاظ میں جو اس کے ذہن میں آجاتے عبادت کرتا۔ اجتماعی عبادت بالکل غیر معروف تھی"۔[19]

مغل قبائل کے ہاں عجیب و غریب رسمیں رائج تھیں تاہم یہ لوگ انتہائی سفاک تھے۔ انسانی روح کے بارے میں ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ وہ اپنے اعمال کے مطابق کوئی نہ کوئی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ سفاکی اور خون ریزی میں مغل اقوام کی نظیر کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔ مرتضیٰ احمد خان میکش مزید تجزیہ کرتے ہیں:

"بجلی گرنا مغلوں میں بہت منحوس سمجھا جاتا تھا۔ جس کیمپ کے کسی خیمے پر بجلی گرتی تھی وہ کیمپ فوراً چھوڑ دیا جاتا تھا اور اس خیمے میں بسنے والے کنبے کو کئی دن کیمپ سے دور رہنا پڑتا تھا۔ مغلوں میں مذہبی رواداری کا جذبہ بہت عام تھا لیکن انسان کو بلا تامل اور بے دریغ قتل کر دینا ان کے نزدیک بہت معمولی سا کھیل تھا۔ سفاکی اور خون ریزی کے فن کو باقاعدگی کے ساتھ سرانجام تک پہنچانے میں چنگیزی مغلوں کا ریکارڈ اس قدر شاندار ہے جس کی نظیر دنیا کی اور کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی"۔[20]

یہ عورتیں تیر اندازی میں مہارت رکھتی تھیں۔ ان کی عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی تھیں تاہم ان کے خیمے مردوں سے الگ لگائے جاتے تھے۔ تاریخ اقوام عالم کے مصنف لکھتے ہیں:

"ان مغلوں کی عورتیں پردہ تو نہیں کرتی تھیں لیکن ان کے خیمے ہر کنبے میں مردوں سے الگ لگائے جاتے تھے۔ مغل عورتیں بھی مردوں کی طرح شہسوار ہوتی تھیں اور خیمے لگانے اور گھر کا کام کاج کرنے میں مردوں کے ساتھ کام کرتی تھیں۔ بیلوں اور گایوں کے گوبر سے اپلے بنا کر آگ جلاتی تھیں۔ خواتین اور بڑے گھرانے کی عورتوں کو بھی گھر کا کام کاج کرنے میں کسی قسم کا تامل نہیں ہوتا تھا۔ یہ عورتیں تیر اندازی کے فن میں بھی کافی مہارت رکھتی تھیں اور مردوں کا سا لباس پہنتی تھیں جو بالعموم پاجامے اور تنگ کرتے پر مشتمل ہوتا تھا، اس کے اوپر وہ پوستین یا سمور سے بنے ہوئے کوٹ پہنتی تھیں اگر کوئی شخص بیمار پڑ جاتا تھا تو اس کے خیمے کے گرد پہرہ لگا دیا جاتا تھا اور کسی کو بلا ضرورت خیمے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ بیماری کا علاج سادھو لوگ جنتر منتر سے بدروحوں کو نکالنے کی صورت میں کیا کرتے تھے"۔[21]

مغل قبائل لوہا سازی کے فن میں مہارت رکھتے تھے۔ اکثر ہتھیار ان کی ایجاد ہیں۔ قاضی محمد اقبال چغتائی، وسط ایشیاء کے مغل حکمران میں اس بارے میں لکھتے ہیں:

"مغلوں کے علاقوں میں لوہا عام پایا جاتا تھا۔ اس لئے ان علاقوں میں اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم ہو گئیں اور یہ اسلحہ ساز قبائل کے سردار بن گئے، تلوار، کلہاڑا اور بلم ان مغلوں کی ایجاد ہیں"۔[22]

وہ مزید لکھتے ہیں:

"مغلوں نے اسلحہ کے استعمال میں مہارت حاصل کی اور ان کا پیشہ سپاہ گری ہو گیا۔ گھوڑا ان کے پاس موجود تھا اس لئے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتے تھے۔ دوسروں کی حفاظت کے عوض خراج بھی وصول کرتے تھے۔ باپ بیٹے کو میراث میں تلوار ہی چھوڑ تا تھا۔ ان کے پالتو جانور ان کی دولت ہوتے تھے۔ وہ اپنے پیشے سپاہ گری کو برتر سمجھتے تھے۔"۔[23]

ان سب حقائق و دلائل کے بعد یہ خیال ذہن میں آتا ہے کہ مغل اپنے آباء چنگیز خان جس کو ظالم حکمران کہا جاتا ہے، نسبت کیوں کریں؟ اور اسے اپنا بزرگ کیوں مانیں؟ دراصل مغل خاندان کی نسبت ابوالبشر حضرت آدمؑ سے ہے اور پھر حضرت نوحؑ سے ہے، کیونکہ ان کی اولاد میں مغول خان سے مغل قوم کی ابتداء ہوئی چنگیز خان کا نام مغل قوم کے جد امجد کی حیثیت سے نہیں آتا۔ محمد الیاس مرزا، تاریخ مغلیہ میں تجزیہ کرتے ہیں:

"چنگیز خان ایک بہت بڑا جرنیل اور فاتح عالم گذرا ہے خواہ کسی رنگ میں اس کا ذکر آتا ہے وہ لا مذہب تھا۔ اس لیے اس کی زیادتی اور تشدد ہمارے لیے باعث شرم نہیں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کے ظہور مبارک سے پہلے عرب کی حالت کیا تھی؟ مگر جب حضور اکرم ﷺ نے نور ہدایت دکھایا تو پھر کیسے کیسے ظالم اور سفاک خدا رسیدہ ہو گئے۔ تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جب چنگیز خان کا پڑپوتا ارغون خاں کا باپ مسلمان ہوا تو اس زمانہ میں مولانا رومی اپنی مثنوی لکھ رہے تھے وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مثنوی کا دیباچہ ان کی زبان سے سن کر مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی اولاد نے اسلام کی بہت خدمات کیں اور بہت سی نامور ہستیاں مذہب میں پیدا کیں۔"

اسی مقام پر وہ آگے لکھتے ہیں:

"اگر چنگیز خان متشدد تھا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مغل کہہ دیں وہ ان میں سے نہیں اور پھر جہاں چنگیز خان جیسے لا مذہب پیدا ہوئے۔ وہاں اس کی نسل سے علمائے دین ابو نصر فارانی، معلم ثانی ترخان، مولانا ابو النصر خاقانی ترخان، مولانا نور الدین نوری ترخان عرف سفید ولی، قاضی اعظم ہند ہوئے۔ ہزاروں مسجدیں اور درسگاہیں اس کی اولاد نے بنوائیں۔ اورنگزیب جیسا ولی اللہ اس کی پشت سے پیدا ہوا۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

"ہے عیاں شورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے"۔[24]

یہاں ایک مثال اور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس خاندان میں انسان کامل ترین رسول کریم ﷺ جیسی ہستی پیدا کی۔ وہاں ابو جہل جیسا تاریک باطن انسان بھی پیدا کیا تو کیا نبی کریم ﷺ نے ابو جہل کے نسبتی رشتہ "چچا" کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا؟ ہر گز نہیں"۔[25]

مغل میدان جنگ کے بھی ماہر تھے، مختلف لڑائیوں میں تیر اندازی کے خوب جوہر دکھاتے تھے۔ اپنی کتاب امیر تیمور میں ہیرلڈ لیم لکھتے ہیں: "یورپ میں عام طور سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایشیاء کے گھوڑ سوار تیر انداز ہلکی کمان استعمال کیا کرتے تھے جس کا تیر یورپ والوں کی وزنی زرہ پر اثر نہیں کرتا تھا لیکن واقعہ یہ ہے کہ ترک، تاتاری اور مغل چھوٹی بڑی دونوں قسم کی کمانیں استعمال کیا کرتے تھے۔ تیمور کے دور میں، اور چنگیز خان کے ابتدائی زمانے میں، سواروں کے پاس دونوں طرح کی کمانیں ہوا کرتی تھیں۔ بڑی کمانیں پیدل کی لڑائی کے لیے تاکہ دشمن کا زیادہ نقصان کیا جا سکے اور چھوٹی کمان، گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے، دشمن پر قریب سے وار کرنے کے لیے۔ کمان ان سب کا پسندیدہ ہتھیار تھا اور (مثال کے طور پر مغل) گھمسان ہو جانے سے پہلے پہلے کبھی کمان ہاتھ سے نہ رکھتے۔ ہمعصر یورپی مؤرخ اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ ایشیائیوا کی تیر اندازی سے بے حد نقصان ہوتا تھا، کیونکہ اس سے "لڑائی" شروع ہونے سے پہلے ہی عیسائیوں کے بہت گھوڑے اور جوان ہلاک ہو جاتے تھے"۔[26]

ہیرلڈ لیم کہتے ہیں کہ مغل جادو کے بھی ماہر تھے: "ایک پرانی روایت کے مطابق مغل جادو کرنا جانتے تھے، مؤرخ نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں لکھا ہے کہ (الیاس خواجہ جتہ مغل) سے جنگ کی صورت میں تاتاریوں کی تعداد زیادہ تھی اور مغل تعداد میں کم تھے مگر تیمور ان کی جنگی صلاحیت سے واقف تھا، تاہم تیمور بہت پر امید اور نامعلوم طور پر خوش نظر آتا تھا۔ تاتاری سپاہیوں کو بھی اپنی کثرت تعداد اور شان و شوکت کی وجہ سے فتح کا یقین تھا مگر یک لخت بارش شروع ہو گئی، وقائع نگار نے لکھا ہے کہ یہ سب جتہ مغلوں کی کارستانی تھی جن نے جادوگروں نے یدہ پتھر سے یہ حالت پیدا کی تھی۔ مؤرخ نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں لکھا ہے کہ اگلے دن جب ایک جادوگر مار ڈالا گیا تو بارش بند ہو گئی۔"۔[27]

مغل چنگیز خان کی اولاد میں سے تھے۔ کبھی مغلوں کو تاتار اور کبھی تاتار کو مغل کہا جاتا رہا یہ اصل میں ایک ہی قوم کے مختلف نام تھے۔ یہ لوگ انتہائی گندے رہتے تھے صفائی کی عدم موجودگی کے باعث ان کے جسموں میں جوئیں پڑ جاتی تھیں لیکن نہانا ان کے نزدیک اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یہ بلا کے سفاک اور جنگجو تھے۔ لادین تھے ہر ایک نے اپنے الگ طریقے عبادت کے بنائے ہوئے تھے۔ یہ جادو کے بھی ماہر تھے اور بد روحوں سے بھی خوف کھاتے تھے۔ ان کے علاقوں میں لوہے کی موجودگی کے باعث ہتھیار بنانے کے ماہر تھے۔ اکثر ہتھیار ان کی ایجاد ہیں۔

خلاصہ

مغل حکمرانوں کا خاندانی اور تاریخی پس منظر برصغیر کی تاریخ میں نہایت اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ ان کی عسکری مہارت، سیاسی حکمت عملی اور ثقافتی رویوں کی وضاحت میں مددگار ہے۔ مغل خود کو وسطی ایشیا کے منگول اور تیموری قبائل سے منسلک کرتے تھے، جنہوں نے خانہ بدوش زندگی گزاری اور جنگی صلاحیتیں حاصل کیں۔ ان کے خاندانی پس منظر میں نسبتی اور قبائلی تعلقات کی مضبوطی نے ان کی قیادت اور حکومتی کارکردگی پر گہرا اثر ڈالا۔

تاریخی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ مغل قبائل کی ابتدا حضرت نوحؑ کی نسل سے ہوئی اور یافث کے بیٹے ترک سے منسلک رہی۔ یہ قبائل چراگاہوں کی تلاش اور مویشیوں کی پرورش کے لیے خانہ بدوش تھے، شکار، لوہاسازی اور فوجی مہارت میں ماہر تھے، اور ان کے قبائل میں باہمی جنگ وجدال معمول کی بات تھی۔ ان کی مذہبی رسومات غیر متعین اور جادوئی عناصر پر مبنی تھیں، جبکہ عورتیں بھی تیراندازی اور گھڑسواری میں مردوں کے ہم پلہ تھیں۔

چنگیز خان مغلوں کا مشہور سردار تھا اور مغل، منگول یا تاتاری ایک ہی قوم کے مختلف قبائل کی نمائندگی کرتے تھے۔ مغل قبائل سادہ زندگی بسر کرتے، سخت محنتی، جنگجو اور بے حد سفاک تھے، اور ان کی عسکری و انتظامی مہارت نے ان کی سلطنت کو مستحکم کیا۔ اس پس منظر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مغل حکمرانوں کی شخصیات، ثقافتی رویے اور سلطنت کی ترقی ان کے خاندانی، قبائلی اور تاریخی تجربات سے گہرا تعلق رکھتی تھی۔

حوالہ جات:

1. الحجرات: ۱۳
2. چغتائی، محمد اقبال، وسط ایشیاء کے مغل حکمران، ص ۱۵، (لاہور: چغتائی ادبی ادارہ، س ن)۔
3. فرشتہ، محمد قاسم، تاریخ فرشتہ۔ (مترجم: فدا علی طالب)، ج 1، ص ۲۳۔ (لاہور: کتاب میلہ، ۲۰۲۲ء)۔
4. چغتائی، محمد اقبال، وسط ایشیاء کے مغل حکمران۔ ص ۱۵، (لاہور: چغتائی ادبی ادارہ، س ن)۔
5. مرزا، احمد لیاس، تاریخ مغلیہ۔ (لاہور: منگول ریسرچ پراجیکٹ، ۲۰۱۳ء)، ج ۱، ص ۴۴۔
6. ایضاً۔ ص ۴۹۔
7. ایضاً، ص ۶۲۔
8. ایضاً، ص ۴۵۔
9. نظامی، خلیق احمد، وغیرہ، جامع تاریخ ہند، ص ۷۸، (لاہور: کتاب میلہ، ۲۰۲۲)۔

10. ہیرلڈلیم، امیر تیمور۔ (مترجم: بریگیڈیر گلزار احمد)، ص ۲۱۰، (لاہور: کتاب میلہ، ۲۰۱۸)۔
11. مرزا، محمد الیاس، تاریخ مغلیہ۔ ص ۷۰
12. ایضاً۔
13. میکش، احمد مرتضیٰ خان، تاریخ اقوام عالم،، ص ۲۳۷، (لاہور: کتاب میلہ، ۲۰۲۲)۔
14. مرزا، محمد الیاس، تاریخ مغلیہ۔ ص ۷۴۔
15. میکش، احمد مرتضیٰ خان، تاریخ اقوام عالم۔ ص ۲۳۷۔
16. ایضاً۔
17. نظامی، خلیق احمد، وغیرہ، جامع تاریخ ہند۔ ص ۷۹۔
18. ایضاً۔ ص ۸۰۔
19. ایضاً۔ ص ۸۱۔
20. میکش، احمد مرتضیٰ خان، تاریخ اقوام عالم۔ ص ۲۳۸۔
21. ایضاً۔ ص ۲۳۹۔
22. چغتائی، محمد اقبال، وسط ایشیاء کے مغل حکمران۔ ص ۱۵۔
23. ایضاً۔ ص ۱۶۔
24. محمد اقبال، علامہ، بانگ درا، ص ۱۵۶، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب)۔
25. مرزا، محمد الیاس، تاریخ مغلیہ۔ ص ۹۷۔
26. ہیرلڈلیم، امیر تیمور۔ ص ۲۱۳۔
27. ایضاً۔ ص ۵۲۔